

داعی کبیر شیخ مصطفیٰ السباعی علیہ الرحمۃ

تلخیص و ترجمہ : ادارہ الحق

قسط دوم

دیارِ

محبوب

کا

ایک

سفر

دوسری بات یہ کہ میں نے ایام حج میں صحت اور سکون سے ایسے دن گزارے کہ میں نے اپنی سات سالہ طویل مرض کے دوران کبھی ایسے نہیں دیکھے تھے۔ ان سات سالوں میں پہلی بار میں نے اپنے دماغ کی ٹھیس اور درد میں افاقہ محسوس کیا۔ نماز کے لئے مسجد کے سخت سنگ مرمر پر صبح اور تندرست لوگوں کی طرح اٹھ بیٹھ سکا۔ یہاں تک کہ مجھ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی ہمت پیدا ہوئی جس وقت میں مکہ معظمہ میں وارد ہوا۔ تو مجھے ڈوسے میں اٹھا کر طواف عمرہ کرایا گیا۔ پھر جب میں مکہ مکرمہ چھوڑ رہا تھا، میں نے خود چل کر طواف و دواع کیا۔ میری صحت کی اس حیرت ناک تبدیلی کا احساس اس شخص کو ہوا جو میرے ساتھ اس سفر میں رہا اور جسے میری پہلی حالت معلوم تھی۔ اس محیر العقول تبدیلی صحت کی توجیہ میرے پاس بجز ان مقامات مقدسہ کی برکات اور تاثیر کے کوئی نہیں۔ میں اس کو عقیدہ اور اسکی پختگی کی تاثیر قرار دیتا ہوں۔ جو ان مبارک مقامات کے متعلق میرے دل میں راسخ ہو چکا ہے جنہیں

اللہ تعالیٰ نے حسن و زیبائی کے جلال اور جمال کی وہ فضیلت دی ہے جس میں دنیا کا کوئی ٹکڑا ان کا ہمسر نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں سچے مسلمان بدل و جان اسکی تصدیق کریں گے۔ اور ان کا دل ان برکات کی مزید تصدیق پر مطمئن ہوگا۔ البتہ جدت پسند اور ناشناس لوگ ان حقائق اور برکات کا مذاق اڑائیں گے۔ مگر میرا روئے سخن تو مومنین صادقین کی جانب ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ان مقامات مقدسہ اور روحانی فضاؤں سے جدا ہونے کے بعد کئی دفعہ اس شدید تکلیف اور بیماری نے دوبارہ بھی آگھیرا جن کا سامنا تبدیلی صحت کے بارہ میں

یہ وہ حقیقتِ حال ہے جو میں نے اس سفر کے دوران محسوس کی۔ رہے حج مبارک اور زیارۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبویؐ میں صلوٰۃ و سلام کی پیشکش کے روحانی اور معنوی اثرات تو بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری نئی ولادت ہوئی اور میں نے اسی دنیا میں نیا جنم لیا۔ اس روحانی تاثیر و تاثر کی تفصیل میں اپنے دوسرے مضمون "حج اور اس کے مشاہدات" میں کر دوں گا۔ اس سفر میں خداوند کریم کی تیسری نعمت یہ ہوئی کہ میں نے اپنے بعض ان امراض کے اثرات کو بھی مٹے دیکھا جس میں میٹھی یا نشہ آور غذاؤں سے پرہیز لازمی ہوتی ہے۔ مثلاً ذیابیطس کی بیماری جس کی وجہ سے اطباء اور ڈاکٹروں کی ہدایات کی بناء پر میں ہمیشہ ان اشیاء سے پرہیز کرتا رہا۔ اور اس پرہیز کی بدولت کافی فائدہ بھی محسوس کرتا رہا۔ مگر جب مدینہ منورہ پہنچا تو مجھے اس ہدایت مبارک پر عمل کرنے کی سخت حرص پیدا ہوئی کیونکہ مجھے حضورؐ کی سچائی پر یقین و ایمان تھا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے :

من اصطبح کل یوم بسبح تمرات	جس نے صبح بہار نہ سات کھجور کھائے۔
دفعی ولایۃ من تمرات المدینہ	بعض روایتوں میں ہے، مدینہ کے کھجور تو
لم یعثر فی ذلک الیوم سم دلائل	اس دن اس شخص کو زہر اور کوئی بیماری
	ضرر نہ پہنچا سکے گی۔

اس حدیث کے پایہ حجت اور ثبوت تک پہنچنے کے بعد میرا اس پر یقین کامل تھا۔ اس سے قبل جن لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبی سچائیوں میں شک پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس حدیث پر بھی اعتراضات کئے۔ میں نے اپنی کتاب "السنة ومكانتها فی التشريع الاسلامی" میں ان لوگوں کی سختی سے تردید کی تھی۔ اس یقین و ایمان کی وجہ سے میں نے معمول بنالیا۔ میں ہر صبح بہار نہ سات کھجور کھانے لگا اس کے علاوہ ارشادِ ربانی "فیہ شفاء للناس" (شہد میں لوگوں کیلئے شفا ہے) کی بناء پر میں کبھی کبھار خاص شہد بھی کھانے لگا۔ حجاز جہاں کے باشندوں کی غالب تعداد گوشت سمیت چاول کھاتی ہے۔ وہاں چاول سے بھی پرہیز میرے بس کی بات نہ رہی اور چاول بھی کھاتا رہا۔ میرے سفر حجاز کیلئے دمشق سے روانگی سے یکراں تک پانچ مہینے گزرے اور میں تقریباً ہر روز شوگر (ذیابیطس) کیلئے پیشاب کا معائنہ کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ خون کا بھی ٹیسٹ کراچکا ہوں۔ مگر شکر کے اثرات بالکل نہیں پائے گئے۔ میرے نزدیک یہ بھی خداوند کریم کے اس سبب پائیاں فضلِ دکریم کا ایک کرشمہ ہے کہ جس نے خالص اسکی رضا جوئی کا قصد کیا جب اس کے سچے پیغمبر کی کوئی ایسی بات سنی جو علماء فن حدیث کے شرائط و اصول پر پوری اترتی ہو تو اسکی سچائی پر یقین کیا۔ میں سنہ یہ بات اس

وجہ سے ذکر کر دی کہ ہمارے نوجوان طبقہ کا اپنے دین، اپنی کتاب اور اپنے رسول کی سنت کی سچائی پر ایمان میں مزید پختگی آئے خداوند تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی خود تصدیق فرمائی :

وما ينطق عن الهوى انى هو الا
اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو

دعوتِ یوحنا۔
وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

میرا مقصد یہ نہیں کہ شوگر کے مریض میرا ہی طرز عمل اختیار کریں اور پرہیز ترک کر دیں۔ جب تک کسی کو پختہ اور مضبوط ایمان اور اللہ سبحانہ کی ذات پر مخلصانہ اور سچا اعتماد و یقین حاصل ہو۔ وہاں اگرچہ یہ چیزیں حاصل ہوں تو کیا عجب کہ انہیں بھی اس طرح کا افاقہ حاصل ہو جائے۔ حکماء اور طبیب تو ان اشیاء کو بہر حال مضار اور قابلِ اجتناب سمجھتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر ان سے مناقشہ کئے بغیر ان کے نظریات ماننے کو تیار نہیں ہوں کہ میں خود طب نبوی علیہ السلام کو آزما چکا اور کھجور کے بارہ میں حضور کے ارشاد کی سچائی اور صحت سے حضور کا وصف سچائی بھی مجھ پر عیاں ہو چکا۔ یہی حال شہید مصطفیٰ کا ہے جس کی شفائی خاصیت کا خود قرآن میں ذکر ہے۔ اس سے قبل یورپ میں علاج کے دوران ۱۹۵۹ء میں شہد کا استعمال کر کے اسکی سچائی کا مشاہدہ کر چکا ہوں۔ ایک مصری دوست کو مصر کا خالص شہد آیا کرتا تھا۔ میں ہسپتال میں رہائش کے دوران سترہ دن تک تقریباً ایک کلوگرام شہد کھاتا، جیسا کہ یورپ کے ہسپتالوں کا دستور ہے۔ یہاں بھی ہر روز لیبارٹری میں میرے پیشاب اور خون کا معائنہ ہوتا رہا۔ مگر ان دنوں شکر کے آثار کبھی خون اور پیشاب میں نہیں پائے گئے۔ ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ زیاسٹس کے مریضوں کی شہد خالص سے شفا یابی کا مسئلہ پورے زور سے اٹھ کھڑا ہوا تھا جبکہ ایک روسی ڈاکٹر نے شوگر کے مریضوں پر اسے آزمایا۔ اور انہوں نے اس سے شفا پائی۔ روسی ڈاکٹر کے اس تجربہ سے دوسرے ڈاکٹر انکار کرنے لگے بحث و مباحثے کا سلسلہ شروع ہوا۔ گو ابھی تک یہ لوگ انکار یا اقرار پر اتفاق نہیں کر سکے۔ مگر ایک مومن کے نزدیک تو اس میں شک کی گنجائش نہیں پھر خاص طور سے مجھ سے تو اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اعتدال کے اندر اندر اس کا استعمال کیا جاوے اللہ جسے چاہے حق کی طرف ہدایت دے۔ والحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله۔

نامناسب نہ ہوگا اگر یہاں طب نبوی اور اس پر ایمان لانے والوں کے نزدیک اس کی اثر آفرینیوں کے بارہ میں امام ابن قیم کا ایک قول نقل کر دیا جائے۔ ابن القیم زاد المعاد ص ۲۴ میں فرماتے ہیں۔ "طب نبوی کے ذریعہ اکثر بیماریوں کے شفا یاب نہ ہونے کا انکار نہیں کیا جاسکتا

(باقی صفحہ ۳۳ پر)